

قرآن فہمی کی ایک انوکھی مثال

جناب ابو نصر صاحب

پرویزی اور قادیانی تفسیر

واقعہ
آدم
ابلیس

اتحاد کے کسی سابقہ شمارہ میں ہم نے قرآنی براہین و دلائل سے ثابت کیا تھا کہ دین میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اور دین اسلام کی وہی تعبیر صحیح سمجھی جائے گی جو اس سند (TOUCH-STONE) پر ٹیک اترے گی۔ سنت رسول سے انحراف کا نتیجہ سراسر گمراہی ہے۔ ترک تے فیکم امریت لن تضلوا ان تمسکتم بهما کتاب اللہ و سنتہ۔ موطا۔ (میں نے تم میں دو چیزیں کتاب اللہ اور اپنی سنت چھوڑی ہے کہ جب تک اس پر عمل پیرا رہے ہرگز گمراہ نہ ہو گے)۔

جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک پیغام رسان سمجھا اور آپ کا شارح کتاب اللہ کی حیثیت سے انکار کیا ان کی تفسیری بدعجیبوں کا ایک نمونہ قارئین کی نظر ہے۔

آدم اور ابلیس کا واقعہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر تفصیل سے مذکور ہے۔ قادیانی حضرات اپنی مطلب برادری کے لئے اور پرویزی حضرات حدیث دشمنی کی خاطر کس طرح قرآن حکیم کی گمراہ کن تاویلیں کر رہے ہیں۔ وہ اس ایک واقعہ سے ظاہر ہے۔ قادیانیوں اور پرویزیوں نے ابلیس کی حقیقت سے انکار کیا ہے اور اس سے وہ مفہوم مراد لیا ہے۔ جو قرآن کے منشاء کے سراسر خلاف ہے۔ اس ضمن میں یہ قرآنی حقائق قابل غور ہیں۔

۱۔ ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے ٹکڑے سے بنایا اور اس سے پہلے جنوں کو ہم لڑکی لپٹ سے پیدا کر چکے تھے۔ پھر یاد کرو اس موقع کو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ

لے ملاحظہ ہو سورۃ البقرہ آیات ۳۰ تا ۳۹ الاعراف: ۱۱ تا ۱۲ الحجر: ۲۷ تا ۳۳ بنی اسرائیل: ۶۱ تا ۶۵ الکہف: ۵۰ طہ: ۱۱۶ تا ۱۲۲ اور ص: ۷۱ تا ۷۵

کہ میں سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں۔ جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح سے کچھ پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدہ میں گر جانا۔ چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ اس نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ رب نے پوچھا۔ اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا؟ اس نے کہا کہ میرا یہ کام نہیں کہ میں اس بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے پیدا کیا ہے۔ رب نے فرمایا، اچھا تو نکل جا یہاں سے کیونکہ تو مردود ہے۔ اور اب روز جزا تک تجھ پر لعنت ہے۔ اس نے عرض کیا میرے رب یہ بات ہے تو پھر مجھے اس روز تک مہلت دے۔ جب کہ سب انسان دوبارہ اٹھائے ہائیں گے۔ فرمایا، اچھا تجھے مہلت ہے اس دن تک جس کا وقت ہمیں معلوم ہے۔ وہ بولا، میرے رب جیسا تو نے مجھے بہکایا ہے۔ اسی طرح اب میں زمین میں ان کے لئے دفریں بیاں پیدا کر کے ان سب کو بہکاؤں گا۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے ان میں سے خالص کر لیا ہو۔ فرمایا، یہ راستہ ہے جو سیدھا عہد تک پہنچاتا ہے۔ بیشک جو میرے حقیقی بندے ہیں۔ ان پر تیرا بس نہ چلے گا۔ تیرا بس تو صرف ان بہکے ہوئے لوگوں پر چلے گا، جو تیری پیروی کریں اور ان سب کے لئے جہنم کی وعید ہے۔ (الحجر: ۲۶ تا ۴۳)

- ۲۔ ابلیس جنوں میں سے تھا۔ اس لئے اپنے رب کی اطاعت سے نکل گیا۔ (الکہف: ۵۰)
- ۳۔ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ (الذاریت: ۵۶)
- ۴۔ مذکورہ بالا قرآنی آیات (نمبر ۱ تا ۳) کے ترجمہ سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کے نزدیک ابلیس سے مراد وہ جن ہے جس نے آدم کی طرف خدا تعالیٰ کے دبار میں سجدہ کرنے سے انکار کیا اور یہ انسان کی طرح صاحب تشخص ہستی ہے۔ نیز جنوں کی تخلیق انسان سے پہلے ہو چکی تھی۔ (ملاحظہ ہو قرآنی آیات لبراکے تحت خط کشیدہ الفاظ)

پرویزی مفہوم | اب آدم علیہ السلام اور ابلیس کی سرگزشت کے سلسلہ میں غلام احمد پر دین صاحب کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔ مفہوم القرآن۔ پارہ اول ص ۱۳، ۱۴ سورۃ البقرہ کی ۲۴ تا ۲۶ آیات کا مفہوم یوں دیا ہے۔

۱۔ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّا ابْلٰیْسَ اٰوٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ۔ (مائدہ) اس پر کائناتی قوتیں سب انسان کے سامنے جھک گئیں۔ لیکن ایک چیز نے صبر کر لیا ہے۔ اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب سجدہ میں گر پڑے مگر شیطان اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور خدا کا فرود میں گا۔ (شیخ الحداد)

ایسی بھی تھی جس نے اس کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا۔ اس نے سرکشی اختیار کی۔ یہ تھے انسان کے خود اپنے جذبات، جن کے غالب آجانے سے اسکی عقل و فکر ماؤٹ ہو جاتی ہے۔ اور اتنی بڑی قوتوں کا مالک خود اپنے ہاتھوں بے بس ہو جاتا ہے اور اس پر چاروں طرف سے مایوسیوں چھا جاتی ہیں۔

۲۔ وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ (آیت ۳۵) ان صلاحیتوں کے ساتھ انسان کو دنیا میں بسایا گیا۔

اسکی ابتدائی زندگی کا نقشہ یہ تھا کہ اس کی ضروریات بہت محدود تھیں اور سامان نشرو نما کی بڑی فراوانی تھی، اس لئے ان میں نہ باہمی تصادم تھا نہ تزاؤ، نہ اختلاف تھا نہ انفریق، تمام انسان ایک برادری کی طرح رہتے تھے۔ چنانچہ ان سے کہہ دیا گیا کہ اگر تم نے باہمی اختلافات شروع کر دئے تو یہ ختمی زندگی تم سے چھن جائے گی اور تم سامان زلیست کے حصول کے لئے بھی جائگاہ مشقتوں میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اور اس طرح خود اپنے ہاتھوں اپنے آپ پر زیادتی کر بیٹھو گے۔

۳۔ فَازْلَمُوا الشَّيَاطِينَ عَمَّا نَاخَرُ جَعَلُوا مَا كُنَّا فِيهِ دَلِيلًا أَهْبَلُوا بَعْضُكُم بَعْضًا عَدُوًّا وَكُنْتُمْ فِي الْأَرْضِ مُشْتَقَرًّا وَمَتَاعًا إِلَى حِينٍ (آیت ۳۶) لیکن انسان پر اسکی انفرادی مفاد پرستیوں کے جذبات غالب آ گئے اور اس نے اپنے خود ساختہ نظام کے مطابق تمدنی زندگی بسر کرنی شروع کر دی۔ اس سے اسکی وہ حقیقی زندگی چھن گئی۔ انسان مختلف گروہوں میں بٹ گیا اور ایک گروہ دوسرے گروہ کا دشمن ہو گیا۔ لیکن دنیا میں انسانی زندگی کوئی ایک آدھ دن کی بات نہ تھی کیوں بھی گزر جاتا۔ اس نے یہاں ایک مدت تک رہنا اور سامان زلیست سے ہر ایک نے فائدہ اٹھانا تھا۔ ترکیا انسان کے لئے اسکی خود پیدا کردہ مصیبت کا کوئی حل نہیں تھا؟

قارئین کرام ہمارے خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں اور خود فیصلہ کریں کہ کیا یہ ڈارون کے نظریہ ارتقا کی تائید ہے یا قرآنی سرگزشت آدم و ابلیس کی تفہیم۔

قادیانی تفسیر | مرزا غلام احمد قادیانی اور چودہری غلام احمد پرویز کے ناموں میں جس قدر مماثلت ہے اتنا ہی ان کے کام میں بھی ہے۔ یہاں ہم مرزا قادیانی کے خلیفہ اور لڑکے مرزا بشیر الدین عمود احمد صاحب کی تفسیر مغیر سے آدم و ابلیس کے واقعہ کی تفسیر نقل کرتے ہیں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

۱۔ آدم کو مسجد کرنا قرآنی تعلیم کے خلاف ہے۔ پس ہم نے دوسرے معنی لئے ہیں۔ اودیہ

۱۔ اودیہ نے کہا اے آدم رہا تو اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں جو چاہو بھان کہیں سے چاہو اور پاس مت جانا اس دشت کے پھر تم ہو جاؤ گے غلام۔ (شیخ الہند) یہ پھر ملا دیا ان کو شیطان نے اس جگہ سے پھر نکالا ان کو اس عزت و راحت سے کہ جس میں تھے اودیہ نے کہا تم سب اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے۔ اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک۔ (شیخ الہند)

ترجمہ کیا ہے کہ آدمؑ کیساتھ مسجد میں گر جانا۔ (۵۲۳ فٹ نوٹ)

۲۔ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ السُّجُوْدَ وَاِیۡدِمُ سُجُوْدًا اِلَّا ابۡلِسَ کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ۔ (الکہف۔ ۵۰) اود اس وقت کو بھی یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ تم آدمؑ کے ساتھ مل کر سجدہ کرو اس پر انہوں نے تو سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا وہ جنوں (یعنی مال دار شریر لوگوں میں سے) تھا سو اس نے اپنی فطرت کے مطابق اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔ (۵۹۹)

۳۔ وَالجَنّٰتِ خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ مِنْ تَّارِ السَّمُوْمِ۔ (الحجر۔ ۲۴) اس آیت میں مرزا صاحب نے جنوں کی تار سے پیدا ہونے کے یہ معنی مراد لئے ہیں کہ بڑے لوگوں میں سخت غصہ پیدا کیا گیا ہے چنانچہ امراء میں عادتاً غصہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے خلاف بات سن نہیں سکتے۔ (۵۲۲ فٹ نوٹ)

۴۔ قَالَ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔ (الاعراف۔ ۱۴) میں یہ مطلب نہیں کہ قیامت تک بھت دے بلکہ مراد یہ ہے کہ روحانی بیداری پیدا ہونے تک مجھے بھت دے۔ (۳۶ فٹ نوٹ)

۵۔ قَالَ اٰھٰبِلُوْا الْبَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حَیۡثُ بَہَ۔ (الاعراف۔ ۲۴) میں معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جن شیطانوں کا ذکر ہے وہ انسان ہی تھے کیونکہ اس آیت سے ثابت ہے کہ انسانوں اور شیطانوں کو اکٹھے نکلنے کا حکم تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس دنیا میں انسان ہی انسان نظر آتے ہیں، شیطان تو ہم کو نظر نہیں آتے شیطانوں کا کوئی الگ گروہ نظر نہیں آتا۔ جو انسانوں سے دشمنیاں کرتا ہو۔ (۳۷ فٹ نوٹ)

ہم نے اس مختصر مقالہ کی ابتدا میں ابلیس اود اس سے متعلقہ واقعہ کی حقیقت اور پھر آخر میں اسکی پرویزی اور قادیانی تاویلیں انہیں کے اپنے الفاظ میں بیان کی ہیں۔ یہ تاویلیں اس قدر لایعنی اور بے ربط ہیں کہ ایک عام شخص بھی ان متجددین کی عناد کی بھانپ سکتا ہے۔

المختصر پرویز صاحب ● ملائکہ سے کائناتی قوانین ● ابلیس سے انسانی جذبات ● آدمؑ و حواؑ کی جنسی زندگی سے اسی دنیاوی زندگی کے ابتدائی پُر امن مراحل جب سب انسان ایک

لہ اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدمؑ کو تو سجدہ میں گر پڑے۔ مگر ابلیس محتاج کی قسم سے سونکل بھاگا اپنے رب کے حکم سے (شیخ الہندؒ)۔ اور جنوں کو بنایا ہم نے اس سے پہلے تو کی آگ سے (شیخ الہندؒ)۔ بولا کہ مجھے بھت دے اس دن تک کہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں۔ (شیخ الہندؒ)۔ سے فرمایا تم اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے۔ اود تہارے واسطے زمین میں ٹھکانا اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک۔ (شیخ الہندؒ)

برادری کی طرح رہتے تھے۔ اور آدم و حوا سے جنتی زندگی چھین جانے سے انسان کا خود ساختہ نظام کے مطابق تمدنی زندگی بسر کرنا مراد لیتے ہیں۔

اب مرزا صاحب کو بھیجئے۔ وہ ابلیس کا آدم کو سجدہ کرنا ہی قرآنی تعلیم کے خلاف سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن شاہد ہے کہ ابلیس نے تو سجدہ سے اسی لئے انکار کیا تھا کہ وہ آدم سے بہتر ہے اس لئے آدم کو کیوں سجدہ کرے؟ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذَا اُمِرْتُ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ۔ (الاعراف۔ ۱۷) ترجمہ: کہا تجھ کو کیا مانع تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے حکم دیا، بلولائیں اس سے بہتر ہوں، مجھ کو تو نے بنایا آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے؟

مرزا صاحب ابلیس سے مراد امرار اور مالدار لوگ لیتے ہیں۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ نے ابلیس یعنی امرار کو حکم دیا کہ آدم یعنی عامۃ الناس کو سجدہ کریں۔ عجب بایں عقل و دانش بیاید گریست۔

در اصل مشکل یہ ہے کہ مرزا صاحب کو شیا طین نظر نہیں آتے اور پر دیز صاحب کو ملائکہ نظر نہیں آتے اس لئے وہ ان کو ماننا نہیں چاہتے اور تاویل کرتے ہیں۔ حالانکہ سائنس کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ ہماری آنکھیں تو نور کی صرف محدود WAVELENGTHS کو دیکھ سکتی ہیں جبکہ کائنات میں لا انتہا نوعیت کی نورانی لہریں (waves) موجود ہیں جن کا ہماری آنکھیں احاطہ نہیں کر سکتیں۔ مثال کے طور پر ایکس ریز (x-rays) آپ کے جسم کے گوشت پوست کو پیر کر بیڑیوں کو دیکھ سکتی ہیں مگر ہماری آنکھیں انہیں دیکھنے سے قاصر ہیں۔ تو کیا بیڑیوں کے وجود سے انکار کر دیا جائے۔ کیونکہ ہماری آنکھیں انہیں دیکھنے سے قاصر ہیں؟ اور پھر قرآن تو ہدایت یابی کے لئے یومنون بالغیب کی شرط مائد کرتا ہے! اگر حواس ہی کو معیار صداقت بنایا جائے اور قرآن مجید کو صرف عقل و قیاس پر ہی پرکھا جائے تو یہ نامکن ہے۔

عقل ناقص کے تواضع گشت برقرآن محیط
عکسوتے کے تواضع کردسی مرغی شکار

ہم پر دیزی اور قادیانی علماء سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ آپ کی تائیدیں قرآن کی کھلم کھلا تحریف نہیں تواضع کیا ہے؟ یحرفون الکلم من بعد مواضعہ۔ (المائدہ۔ ۴۱) اور جواب دینے سے پہلے قرآن کی تفسیر کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد رکھئے: مَنْ فَسَّرَ بِرَأْسِهِ فَلْيَتَوَّأَمَعْدَةً فِي النَّارِ (الحديث) ترجمہ: جس نے قرآن کی من مانی تفسیر کی وہ اپنے لئے جہنم میں ٹھکانا بنا لے۔
کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔ فَعَلَّ مِنْ مَّذَكِرٍ۔ (القر)